علامہ اقبال اور بلوچی زبان و ادب

رحیم بخش مہرؔ ،اسسٹنٹ پروفیسرشعبہ بلوچی،جامعہ بلوچستان
نسرین گل بلوچ،اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ بلوچی ،جامعہ بلوچستان
Mrs. Surraya Bano, Assistant Professor Pakistan Study Centre
University of Balochistan Quetta Pakistan

Abstract:

Allama Iqbal has passed as a popular intellectual, poet and a Literary figure in Urdu and Persian languages. Through his poetry, he not only created political and national vigilance in Muslims of the subcontinent, but also gave the message of practical commitment and unanimity to Muslim Ummah with their traditional and political history. Similar to the other languages and societies, his poetry has left effects on Balochi language and society as well. In this research paper, along with the effects of Allama Iqbal's poetry on Balochi literature, the poetry, thoughts and Ideas have been explored on research base.

تعارف:

علامہ محمداقبال کی شخصیت، فکروشاعری نے برصغیرپاک وہند، ایران وافغان کے ساتھ ساتھ پوری عالمِ انسانیت کواثرمندکیا۔ بلوچستان میں جدیدسیاسی وادبی تحریک کی بنیاد بھی علامہ اقبال کی ملی و قومی فکروشعورکی مرہونِ منت ہے۔بلوچی جدیدادب پرانکی شاعری کے اثرات نمایاں نظرآتے ہیں، بلوچ معززین وشعراء نے ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بلوچی زبان وادب میں ایک نئی روح پھونکی۔اس تحقیقی مقالے میں بلوچی زبان وادب پر ان کے فکری اثرات کا جائزہ لیاگیاہے۔بلوچی زبان میں ان پر کئے گئے تحقیقی وتنقیدی کام کاتفصیلی جائزہ پیش کیاگیاہے۔

برصغیر پاک و ہند کے دو نامور شعرائے کرام نے بلوچستان کے عوام کے ساتھ اپنی سچی لگن اور محبت کا اظہار اپنے کلام کے ذریعے پیش کیا ہے۔ ان نامور شاعروں میں ایک سندھ دھرتی کے اہم سپوت اور صوفی شاعر سائیں شاہ عبدالطیف بھٹائی ہیں جنہوں نے سُر سسّی کے پانچ سُروں میں بلوچ عوام اور بلوچی زبان سے اپنی محبت اور یگانگت کا بین ثبوت پیش کیا ہے، اور دوسرے شاعرِمشرق علامہ محمد اقبال ہیں جنہوں نے اپنی نظم ''بڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو'' میں اپنی والہانہ محبت کا اظہار کیاہے۔اسے اتفاق سمجئے کہ ان دونوں نامور شعرائے کرام نے بہ نفس نفیس خود چل کر بلوچستان کے سنگلاخ چٹانوں اور پتھریلے میدانوں کا سفر بھی طے کیا۔ شاہ عبدالطیف بھٹائی جوگی اور سنیاسیوں کے ہمراہ عین عالمِ شباب میں بلوچستان کی سرزمین پر تشریف لائے تھے اور انہوں نے بلوچستان کے جغرافیہ اور یہاں کی تہذیب و ثقافت کا مشاہدہ

کیا، جسے بعد میں انہوں نے اپنی شاعری میں منتقل کرکے سندھ و بلوچستان کو ایک دائمی رشتے میں جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ علامہ اقبال نے بھی عین عالمِ شباب میں بلوچستان کا پہلا سفر کیا ، وہ اپنی زندگی میں دو دفعہ بلوچستان تشریف لے گئے، پہلی دفعہ مئی ۱۹۰۳ء میں، جبکہ دوسری دفعہ نومبر ۱۹۳۳ء میں انہوں نے بلوچستان کا سفر کیا۔ اقبال کا دوسرا سفر دراصل افغانستان کے سفر کا حصہ تھا، افغانستان سے واپسی پر انہوں نے قندہار، چمن کا راستہ اختیار کیا، وہ ۲ نومبر کو چمن پہنچے اور پھر کوئٹہ سے بذریعے ریل لاہور روانہ ہوئے۔(۱) ''

علامہ کے بلوچستان کے اس پہلے سفر کی بنیادی وجہ انکے بڑے بھائی شیخ عطا محمد کے خلاف سرکاری سامان خرد برد کرنے کا جھوٹا مقدمہ تھا، اس قضیے میں پولیٹکل ایجنٹ بھی ہندو اوورسیئر کے ساتھ ملا ہوا تھا، اور یہ امکان تھا کہ یہ لوگ گواہوں اور عدالت پر اثر انداز ہوکر مقدمہ کی کاروائی کو متاثر کریں گے، علامہ نے کوشش کی کہ اس ہندو اوورسیئر اور انجینئر کا تبادلہ کرادیا جائے یا مقدمہ کسی دوسرے ضلع کی عدالت میں منتقل کردیاجائے۔ علامہ کی کوششوں کی بدولت شیخ عطا محمد کے تینوں مخالفین کا تبادلہ ہوگیا جس کی وجہ سے مقدمہ کمزور ہوگیا، بعد میں شیخ عطا محمد کو اس مقدمے سے با عزت بری کردیا گیا۔(۲)

اس مقدمے اور سفر کے حوالے سے اقبال کے تین خطوط میں مواد موجود ہیں ، دو خط نواب حبیب الرحمان خان شروانی کے نام جب کہ ایک خط سید تقی کے نام ہے۔ سید تقی کے نام جو خط لکھا گیا ہے اس میں سفر کی تکالیف اور اس مقدمے کے بارے میں تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے ۔ علامہ اقبال اپنے خط میں لکھتے ہیں :

'' ڈیئر سید تقی ! السلام علیکم آج مقام کوٹ پہنچے ، گھوڑے کا سفر اور گھوڑے سے اکتائے تو اونٹ کا سفر خدا کی پناہ پہلے روز ۳۷ میل سفر گھوڑے پر کیا، آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ مجھے کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی، لیکن جو تکلیف محبت کی وجہ سے پیدا ہوئی وہ لذیذ ہو جاتی ہے۔ فورٹ سنڈیمن (موجودہ ژوب) ابھی یہاں سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے، پرسوں پہنچیں گے، بشرطیکہ کوئی بارش نہ ہوئی، آج مقام کوٹ پہنچتے ہی بھائی صاحب کے متعلق خبر ملی۔(۳)

ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے اپنی کتاب ''اقبال اور بلوچستان'' میں علامہ کے سفر بلوچستان کے مختلف پڑاؤ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

'' ۱۹۰۳ء میں پہلی بار علامہ اقبال بلوچستان میں بمقام فورٹ سنڈیمن (ژوب) تشریف لائے تھے، آپ نے ڈیرہ اسماعیل خان سے دربان، مغل، کوٹ تنگی سر،اور مانی خواہ ہوتے ہوئے براستہ داناسر۔۔۔۔۔۔۔فورٹ سنڈیمن (ژوب) تک سفر کیا تھا''(۴)

علامہ کے کلام نے نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کے دلوں میں ایک نئی ہمت، جوش و ولولہ پیدا کیا ، بلکہ دنیا کے تمام مسلمانوں کے دلوں میں بیت الحرام کی مرکزیت کے قریب آنے کا شعور و احساس بھی پیدا کیا۔ شاعرِ مشرق کے کلام کا سب سے بڑا اثر و کارنامہ یہ ہے کہ ان کی شاعری نے بلوچستان جیسے پسماندہ صوبے کو بھی فکری حوالے سے اثر انداز کیا۔(۵)

نواب یوسف عزیز مگسی جنگ آزادی میں بلوچستان کے وہ پہلے مجاہد ہیں جنہوں نے اردو زبان کو تلوار بناکر انگریزوں کے خلاف استعمال کیا اور اردو کو سرکاری دفاتر اور عدالتوں سے عوام الناس تک پہنچایا، اور اہلِ بلوچستان کو ہندوستان کے سارے مسلمانوں کی آواز سے ہم آہنگ کیا ۔(۶)
نوابزادہ یوسف علی خان مگسی بلوچستان کے ایک نامور سیاسی رہبر اور خوش الحان شاعر گزرے ہیں، عزیز مگسی کی شاعری کا اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے ان کی سوچ و فکر اور انداز بیان پر شاعر مشرق کے خیالات کی چھاپ صاف نظر آتی ہے۔ وہ ایک سیاسی رہبر تھے اور سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے ادب کے فائدہ مند استعمال سے بخوبی واقف تھے،اس لئے انہوں نے سیاسی جدوجہد کے سلسلے میں برصغیر کے نامور سیاستدانوں کے ساتھ ساتھ شاعر، ادیب،مفکر اور صحافیوں سے اپنے گہرے تعلق استوار کئے۔(۷) یوسف عزیز مگسی بلوچستان کے پہلے شخص تھے جو سرسید احمد خان علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان جیسے مفکروں اور رہنماؤں سے نہ صرف آشنا تھے بلکہ شعوری طور پر ان سے وابستہ تھے۔(۸) بلوچستان کے عوام کو علامہ اقبال کے فکر و فلسفہ اور ان کی شاعری سے روشناس کرانے کا سہرا بھی یوسف عزیز مگسی کے سر جاتا ہے، انہوں نے اپنی اردو شاعری میں علامہ کے رنگ میں قومی شاعری کی۔ ان کی شاعری میں ہمیں جا بجا علامہ کا رنگ و اسلوب نظر آتا ہے۔ انکی بیشتر نظمیں علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان کی یاد دلاتی ہیں۔
جدید بلوچی شاعری پر اقبال کے کلام و افکار کی چھاپ صاف دکھائی دیتی ہے، بلوچی جدید ادب کی ابتدا ۱۹۵۰ کی دہائی میں ہوئی، اور اس دور کے اولین شاعر میر گل خان نصیر کو مانا جاتا ہے بلکہ ان کو ’’ ملک الشعرا‘‘ کا لقب بھی دیا گیا ہے، میر گل خان نصیر ترقی پسند ادبی تحریک سے متاثر شاعر تھے اور ان کی شاعری کا بڑا حصہ قومی اور انقلابی موضوعات پر مشتمل ہے، بلوچی زبان میں علامہ اقبال کی شاعری کے اثرات ہمیں سب سے پہلے میر نصیر کے ہاں نظر آتے ہیں۔ ان کے پہلے شعری مجموعے (جو بلوچی جدید شاعری کا بھی اولین مجموعہ ہے) کا نام ’’گلبانگ‘‘ ہے، جو علامہ اقبال کی کتاب ’’بانگِ درا‘‘ سے مشابہ ہے۔ میر نصیر نے علامہ کے بہت سے اشعار بلوچی میں ترجمہ بھی کئے ہیں اور ان کے شعروں کی تضمین بھی لکھی ہے۔ یہاں علامہ کے فکری اثرات کے چند نمونے پیش کرتا ہوں۔علامہ اقبال فرماتے ہیں:

گر تو میخواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن خبر بہ قرآں
زیستن
میر گل خان نصیر ان کی

پیروی کرتے ہوئے فرماتے
ہیں :
تو چی کسےءِ مسلمان نیستئے
صاحبِ ایمان و قرآن نیستئے
گر من رد گشتن منی گردنءَ
بجن
تو بنیءِ زیر فرمان نیستئے
سجدگءَ کپتی فرنگءِ درگہءَ
لا الہ ءِ تو نگہبان نیستئے
علامہ اقبال فرماتے ہیں :
جعفر از بنگال و صادق از
دکن
ننگ آدم ننگ دیں ننگ وطن
اس حوالے سے میر گل خان
نصیر کا بلوچی شعر ہے کہ :
اے وتی قومءِ عزت و ننگءَ
اے وتی ملک و تاج ءَ او
رنگءَ
کرتہ سودا گوں واجہ افرنگءَ
است گدارے جعفرءِ رنگءَ
اے وتی قوم و دین و ایمانءَ
کرتہ سودا پہ لنکہے نانءَ
اقبال فرماتے ہیں :

ہاتھ ہے اللہ کا بندہء مومن کا ہاتھ
گل خان نصیر اس خیال کو کچھ اس طور بیان
کرتے ہیں :

وت شمئے دستءَ انت مرداں
بخت و تقدیرءِ مہار
وخت ہمیش انت برز کن ات

آزاتیءِ مرداں توار

میر گل خان نصیر کے علاوہ بلوچی جدید شاعری کے بیشتر شعراء کے ہاں ہمیں اقبال کے کلام کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔ اقبال کے خودی کے فلسفہ کا رنگ پیر محمد زبیرانی کے ہاں کچھ اس طور نظر آتا ہے :

اگاں کسے خودیءَ گپت محکم
جہانءَ مں دوئیناں بیت محکم
مردکانی خودی انت زندگانی
چہ کاہوشءَ خودیءِ درچک بے گم

اقبال کی نگاہ میں عشق ایک خاص مقام و مرتبہ رکھتا ہے۔

عشق دم جبرئیل عشق دلِ مصطفی
عشق خدا کا رسول عشق خدا کا کلام
عشق کے مضراب سے نغمہ تارِ حیات
عشق سے نورِ حیات عشق سے نارِ حیات

پیر محمد زبیرانی عشق کے پیرایہ کو علامہ کے زیرِ اثر بلوچی زبان میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں :

عشق زند ئن عشق بودئن
عشق نام ئن خالقءِ
عشق قرآن عشق ایمان عشق
دین ئن آدمءِ

عشق رحمت عشق برکت،
عشق حج ئن اکبری
عشق بازو ئن علیءِ عشق ساہ
ئن عاشقءِ

پیر محمد زبیرانی نہ صرف اقبال سے متاثر شاعر تھے بلکہ انہوں نے اقبال کے کلام کا ایک کثیر حصہ بلوچی میں ترجمہ بھی کیا ہے۔
عطا شاد بلوچی جدید شاعری کے ایک اہم نام مانے جاتے ہیں ،انہوں نے بلوچی شاعری کو ایک نئے رنگ و آہنگ کے ساتھ ساتھ جدید شعری تقاضوں سے بھی ہم آہنگ کیا ہے۔ ان کی بلوچی شاعری میں ہمیں علامہ اقبال کا رنگ و آہنگ بھی نظر آتا ہے، انہوں نے علامہ کے شعروں کا بلوچی منظوم ترجمہ بھی کیا ہے ان پر تضمین بھی لکھے ہیں ۔علامہ کی نظم ''زمانہ حاضر کا انسان'' کو ''مرچیگیں بنی آدم'' کے نام سے کچھ یوں تضمین کی ہے :

روشنا انت و بلے میم نہ کنت
سیاہ و تہار
پُر چو دریاءَ بلے حشک چو
تنیگیں ڈگار
بنی آدم کہ وتی زانگ و زردءِ
آوار
عشق ناپید و خردے گزدش
صورتِ مار
عقل کو تابع فرمان نظر کرنہ
سکا
گام گیج انت چو زمین بیت چو
خیالءَ برزا
واژہ انت واہگءِ بے گوازیں

زرے یک تہنا
زانت دنیاءَ بلے پجہ نیاریت
وتا
ڈھونڈنے والا ستاروں کی
گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر
کرنہ سکا

بلوچی زبان کے اہم شعرا میں آزات جمالدینی ، سید ظہورشاہ ہاشمی، مراد ساحر،میر مٹھا خان مری، ملک محمد رمضان، محمد حسین عنقا، کریم دشتی، ملک طوقی، صدیق آزات، قاضی عبدالرحیم صابر، مولانا خیر محمد ندوی، غنی پرواز، بشیر بیدار ، مبارک قاضی اور ایسے بے شمار شعرائے کرام شامل ہیں جنکی شاعری پر ہمیں علامہ اقبال کے اثرات صاف دکھائی دیتے ہیں۔
بلوچی شاعری پر علامہ کے فکری و شعری اثرات کے ساتھ ساتھ ان کے کلام کا ایک کثیر حصہ بلوچی زبان میں ترجمہ بھی کیا گیا ہے، بلوچی زبان کے نامور شاعر ، ادیب و صحافی محترم ملک محمد رمضان نے ’’ بالِ جبرئیل‘‘ کو بلوچی زبان کا جامہ پہناکر ایک اہم ادبی کارنامہ سرانجام دیا۔ ڈاکٹر فضل خالق نے علامہ کے دوسرے بہت سے شعروں کے ترجمہ کے ساتھ ’’جواب شکوہ‘‘ کو خوبصورت رنگ میں بلوچی زبان میں منتقل کیا ہے۔ بلوچی زبان کے معروف شاعر مبارک قاضی نے علامہ کی نظم ’’رات اور شاعر‘‘ کو ’’شپ ءُ شاعر ‘‘ کے نام سے ڈرامیٹک انداز میں بہت ہی خوبصورت پیرائے میں بلوچی زبان میں منتقل کیا ہے۔اس کے علاوہ علامہ کی بیشمار نظمیں اور غزلیں بلوچی زبان میں منتقل کی جا چکی ہیں جن میں اہم نام درج ذیل ہیں، گل خان نصیر،عطا شاد، غوث بخش صابر،مومن بزدار، ملک طوقی، ڈاکٹر فضل خالق،اور مبارک قاضی نے بلوچی پڑھنے والوں کو علامہ کے فکر و فلسفہ اور ان کے خیالات سے روشناس کرتے ہوئے اہم کردار ادا کیا ہے،انہوں نے نہ صرف علامہ کے کلام کا بلوچی ترجمہ کیا ہے بلکہ ان کی بہت سی شعروں پر تضمین لکھ کر ان سے اپنی محبت و عقیدت عیاں کی ہے۔
اقبال شناسی کے حوالے سے بلوچی زبان میں سب سے معتبر نام جناب

میر مٹھا خان مری کا ہے، وہ علامہ کے کلام کے حافظ تھے ۔علامہ کے حوالے سے بلوچی زبان میں سب سے معتبر کام بھی میر مٹھا خان مری کی کتاب ''درگالِ اقبال'' ہے ، جو علامہ کی صد سالہ یومِ ولادت کے موقع پر ۱۹۷۷ میں قومی کمیٹی صد سالہ یوم ولادت کی جانب سے چھپ کر سامنے آئی ہے، چار سو اٹھاسی صفحات پر مشتمل اس کتاب کے پندرہ ابواب ہیں، پہلے باب میں علامہ کی زندگی کے حالات،تعلیم،وکالت،سر کا لقب، مسلم لیگ کی صدارت، گول میز کانفرنس اور افغانستان کے سفر کے احوال تفصیل کے ساتھ دئیے گئے ہیں۔ جبکہ دوسرے باب میں ان کی علالت اور اس دارِ فانی سے رخصت ہونے کے حوالے معلومات یکجاہ کی گئی ہیں، اسی طرح اس کتاب کے دیگر ابواب میں علامہ کے خاندان اور گھریلو زندگی، ذاتی زندگی، کتابوں کی تفاصیل، اردو شاعری کا ارتقا، فارسی شاعری، فلسفہ خودی، فلسفہ بیخودی، مفکر اسلام، مسلم قومیت ،تصور پاکستان، مغرب اور نو آبادیت، تصوف، نئی نسل، اقبال اور دعا کے زیر عنوان علامہ کی زندگی اور فکر و فلسفہ سے بلوچی پڑھنے والوں کو روشناس کرانے کی سعی کی گئی ہے۔

میر مٹھا خان کی یہ کتاب علامہ کی زندگی فکر و فلسفہ اور اردو شاعری پر بلوچی زبان میں ایک جامع سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ مدتوں بعد علامہ اقبال کی فن و شخصیت پر ایک اور کتاب جناب غوث بخش صابر نے ''لعلءِ لقاہ'' کے نام سے لکھی جسے اقبال اکیڈمی لاہور کی جانب سے زیور طبع سے آراستہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۹۶میں چھپی ہے جس کے بیس ابواب ہیں، اس کتاب میں بھی علامہ کی زندگی اور فن کے بہت سے گوشوں سے بلوچی کے پڑھنے والوں کو آشنائی دی گئی ہے۔ اس کتاب کی خاصیت یہ ہیہ علامہ کی بہت سی نظموں کا بلوچی میں پہلی دفعہ تجزیہ پیش کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان کی ہر ایک کتاب پر علیحدہ علیحدہ بحث کی گئی ہے، انکی نثر نگاری، خطوط، اسلامی اور ملی سوچ و فکر کے حوالے سے علیحدہ ابواب میں تفصیلی بحث کی گئی ہے، جس سے بلوچی پڑھنے والوں کو علامہ کی فکر و فن کے بہت سے پہلو ؤں سے آشنائی ملتی ہے۔

ان دو کتابوں کے علاوہ علامہ کی فن و شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر بلوچی زبان کے رسائل و مجلّوں میں ایسے سینکڑوں مقالے اور مضامین چھپے ہیں جن سے اقبال شناسی کے روشن پہلو عیاں ہوتے ہیں ، بلوچی زبان میں لکھنے کی روایت ۱۹۵۰ کی دہائی میں سامنے

آئی،فـروری۱۹۵۱ مـیں بلـوچی زبـان کـا پہـلا ادبـی مجلّـہ مولانـا خیـر محمـد نـدوی کـے زیـر ادارت ''اومـان '' کـے نـام سـے چھـپ کـر سـامنـے آیـا۔ ۱۹۵۶ مـیں دوسـرا مـاہوار مجلّـہ '' بلـوچی '' کـے نـام سـے آزاد جمالـدینی کـے زیـر ادارت کراچـی سـے چھـپ کـر سـامنـے آیـا، اوردسـمبر ۱۹۶۱ مـیں مـاہوار ''اولـس'' امـان اللہ گچـی کـے زیـر ادارت ،بـارڈر پبلسٹـی ڈیپارٹمنـٹ کـی جانـب سـے چھـپ کـر سـامنـے آیـا۔ اس طـرح دیکھـا جـائـے تـو پچـاس کـی دہـائی مـیں بلـوچی زبـان مـیں نثـر پـارے چھـپ کـر سـامنـے آنـا شـروع ہـوئـے، اور انہـیں ابتـدائی سـالوں مـیں دوسـرے اصـناف کـے سـاتھ سـاتھ تجزیـہ و تنقید کـا سلسـلہ بھـی چـل نکـلا، انہی ابتـدائی سـالوں مـیں یعنـی اکتـوبر۵۷ مـیں جنـاب عبدالصـمد امیـری نـے ''اقبـال'' کـے زیـر عنـوان مـاہوار ''اومـان'' مـیں علامـہ پـر پہـلا مضـمون لکھـا، اور یـوں اقبـال شناسـی کـی ایـک روایـت چـل نکـلی، علامـہ کـی زنـدگی و شخصـیت کـے حـوالے سـے غـوث بخـش صـابر،ظہور بلــوچ،میر احمـد شــاہ مـری نــے اہـم مضـامین لکھـے ہـیں، انکـی فکـر و شــاعری پـر ظہورالحسـن، امیـر جـان مـری، مولانـا خیـر محمـد نـدوی، محمـد حیـات، ھنگـو لہـڑی، مٹھـا خـان مـری، ع ص امیـری، میـر محمـد خـان مری،تاجـل رودینـی، ظہـور احمـد بلوچ،نصـیر شـاھین، حـاجی عبـدالقیوم، الفـت نسـیم اور عطـا شـاد نـے اہم مضـامین لکھ کـر انکـی شـاعری و فکـر و فلسـفہ کـے بہـت سـے گوشـوں سـے بلـوچی پـڑھنـے والـوں کـو آشنـائی دی۔ علامـہ کـے خـودی کـے فلسـفہ کـو محمـد حیـات اور بشـیر احمـد نـے بہـت خوبصـورت پیـرائـے مـیں بیـان کیـا ہـے۔ اقبـال کـے پیغـام کـے زیـر عنـوان پروفیسـر عبـدالخالق اور عبـدالرحمان غـور نـے پُـر مغـز مقـالـے تحریـر کـئـے ہـیں۔ اسـی طـرح اقبـال او بلوچسـتان اور اقبـال او اسـلام کـے عنـوان سـے بھـی بلـوچ ادیبـوں نـے مضـامین اور مقـالـے لکھ کـر علامـــہ کـــے فکـــر کـــے مختلـــف گوشـــوں پـــر روشـــنی ڈالـــی ہـــے۔

۱۹۵۷ سـے ۱۹۹۰ کـی دہـائی تـک بلـوچی رسـائل اور مجلّـوں مـیں علامـہ اقبـال کـی زنـدگی، شخصیت،شـاعری و فکـر و فلسـفـے پـر پچـاس سـے زایـد مقـالـے اور مضـامین لکھـے گـئـے ہـیں، اس کـے عـلاوہ ان کـی شـاعری کـا ایـک کثیـر حصـہ بھـی بلـوچی زبـان مـیں منتقـل کیـا گیـا ہـے ،جـو بلـوچی زبـان مـیں اقبـــال شناســی کـــے حـــوالے ســـے اہـــم مقـــام و اہمیـــت رکھـــتے ہـــیں۔

علامـہ اقبـال ہمـارے اکـابرین کـے فکـری اتـالیق تھـے، ان کـے فکـر و فلسـفـے سـے جـو رغبـت اور اپنائیـت بلـوچی جدیـد ادب و سیاسـت کـے ابتـدائی ادوار مـیں ہمـیں نظـر آتـی ہـے وہ موجـودہ دور مـیں ناپیـد ہے۔یوسـف عزیـز مگسـی، گـل خـان نصـیر، محمـد حسـین عنقـا، مٹھـا خـان مـری، عبـداللہ جـان جمالـدینی،

عبدالصمد اچکزئی، کمال خان شیرانی کے ساتھ ساتھ وہ بلوچ عوام کے دلوں پہ راج کرتے تھے،لیکن وہ ہماری نسل کے بلوچ کا رہبر نہ بن سکا۔ کیا سبب ہے کہ ہماری نسل کا بلوچ علامہ اقبال سے اس طور آشنا نہیں ہے جس طور ہمارے اکابرین تھےگزشتہ بیس سالوں میں علامہ پر بلوچی زبان میں اس سطح کا کام نہیں ہوا جو ہمیں پچاس سے نوے کی دہائی میں نظر آتا ہے، آج علامہ کی شاعری اور انکے فکر و فلسفہ پر اردو،انگریزی اور دیگر پاکستانی زبانوں میں زیادہ کام ہواہے، لیکن بلوچی کے پڑھنے والے آج ان سے دور الگ مقام پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ اس کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں، میری نظر میں ہمارے ملک میں گزشتہ ساٹھ برسوں میں جو آمریتیں مسلط رہیں اور مذہب کے نام پر جس طور اقبال کا بے دریغ استعمال کیا گیا اور ان کی شاعری کو سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے جس طرح بروئے کار لایا گیا۔اس سے فکرِ اقبال بلوچستان سے پرواز کرگیا۔ (۹)محض عوام دشمن سرکاری آفیسر کے استعمال کے لائق ان کے کچھ اشعار رہ گئے۔ اقبال،ملا اور مارشل لا کو آپس میں کچھ اس طور یکجاہ کیا گیا کہ وہ رفتہ رفتہ بلوچ عوام (جو اکثر استحصالی قوتوں کے زیرِ عتاب رہا ہے) کے دلوں سے دور ہوتا چلا گیا۔

عہدِ حاضر میں عموماً پورے ملک اور خصوصاً بلوچستان کے موجودہ حالات میں نئی نسل کی رہبری اور ان کو قومی دھارے میں لانے کے لئے فکرِ اقبال کی اہمیت اور زیادہ ہوجاتی ہے۔

ماحصل : جدید بلوچ معاشرے کی تشکیلی مراحل اور جدی بلوچی ادب کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ان کی آبیاری ، ترقی و ترویج میں علامہ اقبال کے فکری اثرات نمایاں ہیں۔ بلوچ معاشرے کی جدید خطوط پر استواریت ہو کہ جدید بلوچی ادب ، علامہ اقبال کی فکری عناصر کا کردار حاوی نظر آتا ہے۔ بلوچی قومی شاعری کی فکری تشکیل میں بلوچ جدید شعرا نے ان کی شاعری سے اثرات قبول کئے۔ جدید بلوچی ادب کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بلوچ زعما اور شعرا نے علامہ اقبال کی نہ صرف ملّی فکر و نظر کو اپنی زبان میں جگہ دی بلکہ ان کی فکری عناصر کا بلوچی زبان میں اظہار بھی کیا۔ بلوچی زبان میں علامہ اقبال پر بے شمار مضامین لکھے گئے ہیں اور چند کتابیں بھی چھپ کر سامنے آچکی ہیں۔

حوالہ جات

علامہ کا پہلا سفر بلوچستان، ڈاکٹر صابر کلوروی، پیگام آشنا(علامہ اقبال : ۱
خصوصی نمبر) شمارہ نمبر ۱۲/ ۱۱، مارچ ۲۰۰۳،ص ۲۱۱

ایضاً،ص: ۲۱۳ : ۲

اقبال نامہ ،حصہ دوم، ص ۲۹۸: ۳

علامہ اقبال اور بلوچستان،ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ص ۳۹: ۴

یوسف عزیزءِ شاعریءَ علامہ اقبالءِ گپتارانی اثر،مٹھا خان مری،(مضمون) : ۵
مشمولہ،سالتاک الس کوئٹہ،نومبر،دسمبر ۱۹۷۷، ص ۱۸

بلوچستان میں اردو، آغا محمد ناصر،کوژک پبلیشرز کوئٹہ، جنوری ۲۰۰۰، : ۶
ص ۸۱

یوسف عزیزءِ شاعریءَ علامہ اقبالءِ گپتارانی اثر،مٹھا خان مری،(مضمون) : ۷
مشمولہ،سالتاک الس کوئٹہ،نومبر،دسمبر ۱۹۷۷، ص۱۹

بلوچستان میں اردو، آغا محمد ناصر،کوژک پبلیشرز کوئٹہ، جنوری ۲۰۰۰، : ۸
ص۸۶

یوسف عزیزمگسی، شاہ محمد مری، سنگت اکیڈمی کوئٹہ،ص : ۲۶۹ : ۹